دوسرے تمام متعلقین اور شرکائے جنازہ و تعزیت کو صبر پر قائم کر دیا۔ خدا صبر کو پسند کرتا ہے اور اس کی جزا دیتا ہے اور صبر پر کاربند رہ کر جو لوگ اپنے جدا ہونے والے اقرباء کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اُن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

آخر میں میری طرف سے، ادارۂ ترجمان القرآن کی طرف سے، رسالہ کے قارئین کی طرف سے اور رفقائے منصورہ و بیرون جات کی طرف سے مرحومہ کے لیے دعا ہے کہ خدا ان کو اپنی جنتِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

(۲)

ابواللیث بے کوث (مرحوم)

انسانی زندگی کا یہ کمال ہے کہ وہ موت کی کھینچی ہوئی تلوار کے نیچے ساری عمر گذارتے ہوئے رفعتوں میں بھی کمال حاصل کرتا ہے اور پستیوں میں بھی۔

مولانا ابواللیث اصلاحی نے بہت سی رفعتوں کی چوٹیوں کو سر کیا، مگر آخر وہ لمحہ آ پہنچا جب موت کی تلوار نے سانس کی ڈوری کو کاٹ دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جو دولت ہم سے چھنی ہے وہ گراں بہا تھی۔ عالمِ اسلامی کی سربرآوردہ شخصیت، جید عالمِ دین، ہندوستانی معاشرے کی پیچیدگیوں کے رمز شناس اور جماعتِ اسلامی ہند کی فکری اور عملی دوگونہ مشکلات کے رازداں، ۸۰ سال کی عمر میں دارالامتحان سے دارالجزاء میں جا پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم، مغفرت، رضا اور خوشنودی کے پھول اُن کی روح پر برساتے ہوئے اُسے اس مبارک منزل کی طرف لے چلے جو خاص ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کے لیے۔

یکم دسمبر کو اپنے وطن چاندپٹی میں دل کا دورہ پڑا، رات بارہ بجے

اعظم گڑھ ہسپتال میں لے جائے گئے، ۲ دسمبر کی شام کو پھر دورہ، پھر ڈاکٹر عرفان صاحب نے انہیں اپنے نرسنگ ہوم میں منتقل کر لیا۔ دہلی کے مرکز جماعت کو اطلاع ۳ دسمبر کو ملی۔ مرکز سے دو اصحاب روانہ ہو گئے۔ ۳ اور ۴ کو دوا اور دعاؤں کا سلسلہ جاری رہا، ۵ دسمبر کو بوقت صبح (دس بجے) انتقال ہو گیا۔ یہاں منصورہ میں اطلاع پہنچی تو ساری فضا پر حزن و ملال چھا گیا۔ یہاں سے ہمارے ایک محترم رفیق نے بھارت جانے کے لیے ویزا لینے کی کوشش کی، مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر FEX کے ذریعے لکھے ہوئے تاثرات بھیجے گئے اور بے بسی کے عالم میں دعائیں جاری رہیں۔

مولانا ابواللیث جن کا اصل نام شیر محمد تھا، تقسیم ملک کے بعد بھارت کی جماعتِ اسلامی کے اوّل روز سے امیر مقرر ہوئے۔ اور مسلسل ۲۴ سال اس منصب پر فائز رہ کر مولانا مودودیؒ کے خالی کردہ مقام سے ارکان اور کارکنوں کی بحثوں اور الجھنوں کا مقابلہ بھی کیا اور پھر بھارت میں دعوتی اور سیاسی کام کے لیے وہاں کے حالات کے مطابق کچھ خطوط مجلس شوریٰ کی مدد سے معین کیے۔ حکومت کی ترچھی نگاہوں کے ساتھ متعصب ہندوؤں کے مسلم کش فسادات کے طوفانوں کے درمیان، اپنے رفقاء کے ایمان و کردار کو مضبوطی سے بچائے رکھنا، بلکہ اُلٹا مخالف قوتوں پر اپنے اخلاقی اصولوں اور معتدل مسلک کے ذریعے اثر انداز ہونا، ایک ایسی صورتِ حال ہے کہ دنیا بھر میں تحریکِ اسلامی کے کارکنوں کو اس کا اچھی طرح سے مطالعہ کرنا چاہیے۔

۷۲ء میں مولانا محمد یوسف صاحب امیر منتخب ہوئے۔ مگر ۱۹۸۱ء میں دوبارہ رفقائے جماعت نے مولانا کو امیر جماعت اسلامی (بھارت) چنا اور وہ ۹ سال

اس منصب پر رہے۔

ابواللیث اصلاحی ندوی صاحب اور مولانا محمد یوسف صاحب کے مجموعی کام کے نتیجے میں نہ صرف اچھے معیار کے ارکان اور کارکن تیار ہوئے بلکہ وسیع لٹریچر، شعر و ادب کی تخلیق، اعلیٰ پایہ کے تحقیقی کام، مردانہ اور زنانہ درس گاہوں کا قیام، نصابی کتابوں کی تیاری، تبلیغی سرگرمیاں جن کا بہت بڑا ماحصل ہندوؤں کی ستائی ہوئی نیچ ذات کے ہندوؤں کا خاصی بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنا (خصوصاً جنوبی ہند میں) اور ان کے لیے تعلیم و تربیت کا انتظام، —— اور پھر بنیادی طور پر مخالف مزاج اکثریت کی حکومت کی زد سے بہ صد احتیاط اپنے حلقۂ اثر کو بچا کر نکالنا، اور اُردو، انگریزی اخبارات کو بھی اپنے اُصولی معیارات کی پابندی میں مسلسل جاری رکھنا، اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ کبھی کبھی ہم آزاد اور اکثریتی مملکت والے مسلمانوں کو شرم سی محسوس ہوتی ہے۔

اس دردناک نقصان پر ہم اپنا اظہار درد اور اظہار ہمدردی اوّلاً جناب مولانا سراج الحسن موجودہ امیر جماعتِ اسلامی بھارت و قیم جماعت محمد جعفر صاحب اور ثانیاً جملہ برادرانِ مرکز، تمام رفقائے تحریک اور ثالثاً مولانا کے اہل خانہ و اہلِ خاندان سے کرتے ہیں۔ خدا مرحوم پر مغفرت نازل کرے۔

(۳)

چوہدری محمد اسلم سلیمی صاحب کے لیے صدمہ

جماعت اسلامی پاکستان کے سیکرٹری جنرل محمد اسلم سلیمی کے داماد خالد محمود جو اُن کے بھانجے بھی ہیں اپنی والدہ اور بیوی بچوں کے ہمراہ ذاتی کار میں اپنے گاؤں برج کلاں ضلع قصور سے لاہور آرہے تھے کہ اُن کی کار کو سامنے